سوال

بسم اللہ کی تفسیر اور قرآت بسم اللہ سے شروع کرنا

جواب

الحمد للہ

اول :

عمل شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ کہنے والے کا معنی یہ ہوگا :

میں اس کام کو اللہ تعالی کے نام کے ساتھ یا اس کے نام سے مدد لیتے ہوئے اللہ تعالی سے برکت کا طالب ہوکر شروع کرتا ہوں ، وہ اللہ تعالی ہی محبوب الہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اور وہی معبود ہے جس کی طرف محبت اور تعظیم اور اطاعت کرتے ہوئے دل متوجہ ہوتے ہیں ، وہ الرحمان جو کہ وسیع رحمت سے متصف ہے ، الرحیم جو کہ اپنی رحمت اپنی مخلوق تک پہنچاتا ہے ۔

اور یہ معنی بھی کیا گیا ہے : میں اس کام کو اللہ تعالی کے نام اور اس کے ذکر سے شروع کرتا ہوں ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ :

اللہ تعالی کا ذکر اور اسماء یقینا مقدس ہیں اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعلیم دے کر ادب سکھایا کہ وہ سب افعال سے پہلے اللہ تعالی کے اسمائے حسنی کا ذکر کریں ، اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اللہ تعالی کو اپنی سب مھمات سے قبل ان اسماء سے متصف کریں ۔

تو اللہ تعالی نے اس کے متعلق جو بھی ادب تعلیم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اسے مخلوق کے لیے سنت اور طریقہ بنا دیا کہ وہ اس پر چلیں اور اپنے سب امور کے شروع کرتے وقت اور رسائل اور کتابیں لکھتے وقت اور اپنی ضرویات کے وقت سب سے پہلے اس طریقہ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالی کا نام لیا کریں ، حتی کہ قائل کے قول (بسم اللہ) کی ظاہری دلالت سے یہ ضرورت ہی نہی رہی کہ اس کی مراد معلوم کی جائے جو کہ محذوف ہے ۔ اھ کچھ تصرف کے ساتھ یہ عبارت ختم ہوئی ۔

کسی بھی عمل کے شروع کرنے سے قبل بسم اللہ کی عبارت میں محذوف ہے جس کی تقدیر یہ ہوگی :

ابتدء عملی بسم اللہ ، یعنی میں اپنے کام کی ابتدا بسم اللہ سے شروع کرتا ہوں ، مثلا : بسم اللہ اقراء میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں ، میں اللہ تعالی کے نام سے لکھتا ہوں ، میں اللہ تعالی کے نام سے سوار ہوتا ہوں ، وغیرہ ۔

یا تقدیر یہ ہوگی : ابتدائ بسم اللہ ، میری ابتدا اللہ تعالی کے نام سے ہے ، مثلا : رکوبی بسم اللہ ، میرا سوار ہونا اللہ کے نام سے ہے ، قراتی بسم اللہ ، میرا پڑھنا اللہ تعالی کے نام سے ، اور اسی طرح سب کام ۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقدیر یہ نکالی جائے بسم اللہ اکتب ، اللہ کے نام سے لکھتا ہوں ، بسم اللہ اقراء ، اللہ تعالی کے نام سے پڑھتا ہوں ، کہ فعل کو آخر میں مقدر لایا جائے تو یہ بہتر ہے

تاکہ شروع میں اللہ تعالی کے نام سے تبرک حاصل ہو اور حصر کا فائدہ حاصل ہو یعنی ابدء بسم اللہ لا باسم غیرہ، یعنی میں صرف اللہ تعالی کے نام سے شروع کرتا ہوں کسی اور کے نام سے نہیں۔

اور لفظ جلالۃ (اللہ) اسم اعظم ہے جو کہ اعرف المعارف اور تعریف سے غنی ہے جس کی تعریف کی ضرورت ہی نہیں، اور یہ اللہ جل جلالہ کا علم اور صرف اس کے لیے ہی مختص ہے کسی اور پر نہیں بولا جاسکتا، اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ الہ یالہ، الوھۃ والھۃ سے مشتق ہے۔

تو الہ مالوہ یعنی معبود جو کہ الوھیت کا مالک ہے کہ معنی میں ہوگا۔

اور (الرحمن) اللہ تعالی کے خصوصی ناموں میں سے ایک خاص نام ہے جس کا معنی وسیع رحمت والا ہے کیونکہ یہ فعلان کے وزن پر جو کہ کثرت اور امتلاء پر دلالت کرتا ہے۔

لفظ جلالۃ کے بعد الرحمن ہی اللہ تعالی کے خاص ناموں میں سے اخص ہے، جس طرح کہ اللہ تعالی کی صفت الرحیم صفات میں سے اخص ہے، اور اسی لیے غالبا یہ اسی ترتیب کے ساتھ آتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان میں ہیں:

کہہ دیجئے کہ اللہ تعالی کو پکارو یا رحمن کو پکارو۔۔ الآیۃ۔

اور (الرحیم) اللہ تعالی کے اسماء میں سے ہے جس کا معنی یہ ہے کہ: اپنی رحمت کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہے پہنچانے والا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ:

الرحمن اللہ تعالی اس صفت پر دال ہے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ قائم ہے، اور الرحیم کا تعلق مرحوم کے ساتھ ہونے پر دال ہے، تو پہلا وصف اور دوسرا فعل کے لیے ہوا تو پہلا اس پر دلالت کرتا ہے کہ رحمت اس کی صفت ہے، اور دوسرا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی رحمت کے ساتھ اپنی مخلوق پر رحم کرتا ہے۔

اور اگر آپ اس کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالی کے فرمان وکان بالمومنین رحیما (اور وہ مومنوں پر بہت رحم کرنے والا ہے) پر غور کریں، اللہ تعالی کے اس فرمان انہ بھم رؤف رحیم اور بیشک وہ ان کے ساتھ نرمی اور رحمت کرنے والا ہے۔

اور کبھی بھی یہ نہیں آیا کہ (رحمن بھم) تو اس سے یہ پتہ چلا کہ الرحمن رحمت کی صفت سے موصوف ہے اور الرحیم اپنی رحمت سے رحمت کرنے والا ہے۔ اھ بدائع الفوائد (24/1)۔

دوم:

قرات قرآن سے قبل بسم اللہ پڑھنے کے حکم کی چار حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

یہ کہ سورۃ کی ابتدا میں ہو ــ سورۃ توبہ (البراءۃ) کے علاوہ ــ

اس حالت میں اکثر علماء نے نصا یہ کہا کہ "نماز اور نماز کے علاوہ ہر سورۃ کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنی مستحب ہے، اور اس کی محافظت کرنی ضروری ہے حتی کہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ سورۃ البراءۃ (توبۃ) کے علاوہ ہر سورۃ کے آغاز میں اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو قرآن مجید کا مکمل ختم بھی ناقص ہی رہے گا، جب امام احمد رحمہ اللہ تعالی سے ہر سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کا مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ: اسے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

دوسری حالت :

یہ کہ بسم اللہ سورۃ میں پڑھی جائے - اور سوال بھی یہی ہے -

جمہور علماء اور قراء کا قول ہے کہ جب سورۃ میں کہیں سے بھی تلاوت کرنی ہو تو بسم اللہ سے ابتدا کرنے میں کوئی مانع نہیں ۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے بسم اللہ کے بارہ میں جب یہ کہا کہ سورۃ کی ابتدا میں نہیں چھوڑنی چاہیے ، تو ان سے یہ کہا گیا کہ اگر وہ سورۃ میں سے کسی حصہ کو پڑھے تو کیا وہ بسم اللہ پڑھے گا ؟ تو ان کا جواب تھا اس میں کوئی حرج نہیں ۔

اور عبادی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا ہے کہ : سورۃ کے درمیان میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے ۔

قراء کرام کا کہنا ہے کہ :

اگر اس آیت میں جو بسم اللہ کے بعد پڑھی جائے ایسی ضمیر ہو جو اللہ تعالی کی طرف لوٹ رہی ہو تو اس حالت میں بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے ، مثلا اللہ تعالی کا فرمان ہے :

الیہ یرد علم الساعۃ قیامت کا علم اللہ ہی طرف لوٹایا جاتا ہے ۔

اور فرمان باری تعالی ہے :

وھو الذی انشاء جنات

اور وہ (اللہ تعالی) ہی جس نے باغات کو پیدا فرمایا ہے ۔

اس لیے کہ اعوذ باللہ پڑھنے کے بعد یہ آیات پڑھنے میں شیطان کی طرف ضمیر لوٹنے کا ابہام اور کراھت پائی جاتی ہے ۔

تیسری حالت :

سورۃ البراءۃ (توبۃ) کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا ۔

اس میں علماء اور قراء ابھی تک اختلاف کا شکار ہیں کہ یہ مکروہ ہے ۔

صالح نے اپنے والد احمد رحمہما اللہ سے اپنے مسائل میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس سے سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ کے بارہ میں پوچھا کہ کیا کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ان دونوں سورتوں کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ جدا کرے ؟ تو میرے والد نے کہا : قرآن میں وہی رکھے جس پر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع ہے نہ تو اس میں کوئی کمی اور نہ ہی زیادتی کرے ۔

چوتھی حالت :

سورۃ البراۃ (توبۃ) کے درمیان میں بسم اللہ پڑھنا ۔

اس میں قراء کرام کا اختلاف ہے جیسا کہ ابن حجر ھیثمی رحمہ اللہ نے فتاوی فقھیۃ (52/1) میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے :

آئمہ قراء میں سے امام سخاوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سورۃ توبۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی سنت ہے ، اور سورۃ کے درمیان اور ابتدا میں فرق کیا ہے لیکن جس کا کوئی فائدہ نہیں ، اور ان قراء میں سے جعبری نے اس کا رد کیا ہے اور یہی صحیح وجہ ہے (یعنی مکروہ ہے یہی اقرب الی الصواب ہے) اس لیے کہ معنی ابتدا میں بسم اللہ کا ترک کرنے کا متقاضی ہے کیونکہ یہ السیف کے ساتھ نازل ہوئی اور اس میں منافقین کے قبیح افعال سے پردہ اٹھایا گیا ہے جو کہ کسی اور سورۃ میں نہیں تو اس بنا پر اس کے درمیان میں بھی بسم اللہ پڑھنا مشروع نہیں جس طرح کہ ابتدا میں ہے ۔ جیسا کہ گذر چکا ہے ۔

دیکھیں : الاداب الشرعیۃ لابن مفلح (325/2) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (253/13) اور الفتاوی الفقھیۃ الکبری (52/1) ۔

اور اللہ تعالی کے فرمان : اقراء باسم ربک (اپنے رب کے نام سے پڑھ) کا معنی کیا ہے :

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ :

اللہ تعالی کے اس فرمان اقراء باسم ربک الذی خلق کی تفسیر اور تاویل یہ ہے کہ :

اللہ جل جلالہ اس قول میں یہ فرماتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے ذکر سے پڑھ جس نے تجھے پیدا فرمایا ہے ۔

واللہ تعالی اعلم .